اسلامی نقطۂ نظر سے عصری و دینی تعلیمی تصورات کی نمایاں خصوصیات کا علمی و تحقیقی جائزہ

An academic and research review of the salient features of contemporary religious concepts from an Islamic point of view

محمد نعمان*　　ڈاکٹر امان اللہ**　　ڈاکٹر نور الحق***

ISSN (P) 2664-0031 (E) 2664-0023
DOI: https://doi.org/10.37605/fahmiislam.v5i2.353

Received: December 15,2022
Accepted: December 23, 2022
Published: December 30,2022

Abstract

Islam is the only religion which has given utmost importance to knowledge and education. Islam greatly emphasized on the importance, need and obligation of education. Importance of education can be evaluated by the first reveal(وحی) on Prophet Muhammad ﷺ which was "اقرا" (Read). Prophet Muhammad ﷺ made it mandatory for every Muslim, man and woman, to acquire knowledge. That is why a large number of educated personas -from Muslim scholars and researchers to scientist and specialist-are found in the history of Islam. Indeed, they explored the real meaning of knowledge and presented it to the world, with their vast investigations, great experiments and studies. We cannot restrict their work to some certain areas. They researched in Quran, Hadees, Jurisprudence, Beliefs, Logic, Philosophy, language studies, Physics, Psychology, modern arts and many other subjects. Their innovated thoughts, ideas and experiments set ground for many modern researches. Now, modern world is accepting and implementing the theory of Education presented by Islam 1400 years ago and which was being practiced in the Golden Era of Islam. In this article, we will be discussing the education theory of Islam and some of its basic concepts.

Keywords: Education, Religious, Reveal, Quran, Hadees.

* پی ایچ ڈی سکالر، شعبہ قرآن وسنہ، وفاقی اردو یونیورسٹی، کراچی
** اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ قرآن وسنہ، وفاقی جامعہ اردو، کراچی
*** شعبہ اسلامیات، جامعۃ الغزالی، کراچی

تمہید

تعلیم و تعلّم ایک ہمہ گیر عمل ہے۔بنی نوع انسان کا کوئی بھی فرد ایسا نہ ہو گا جو اس کی اہمیت اورافادیت کا منکر ہو۔اس کی ضرورت واہمیت کا اندازہ اس امر سے بخوبی لگایا جاسکتا ہے کہ تعلیم کا عمل دنیا کے وجود میں آنے سے پہلے جاری ہے۔اللہ تعالیٰ نے تخلیقِ انسان سے پہلے فرشتوں کو پیدا فرمایااور انہیں مختلف امور کا ذمہ دار بنایا۔ان امور کی انجام دہی کے لئے ان فرشتوں کو تعلیم سے نوازا گیا۔ابلیس ملعون راندہِ درگاہ ہونے سے پہلے فرشتوں کا بہت بڑا معلّم تھا اور انہیں تعلیم دیا کرتا تھا۔حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق کے بعد سب سے پہلے ان کی تعلیم کا انتظام ہوااور فرشتوں پر ان کی برتری کو علم کے ذریعہ ثابت کیا گیا۔

"وَعَلَّمَ آدَمَ الْأَسْمَاءَ كُلَّهَا"[1] (اور آدم کو اللہ تعالیٰ نے سارے کے سارے نام سکھا دیئے)

حضرت آدم علیہ السلام کے نزولِ دنیا کے بعد بھی تعلیم کی اہمیت برقرار رہی بلکہ وقت کے ساتھ ساتھ اور حالات، تقاضوں اور ضروریات میں تبدیلی کی وجہ سے اس میں اضافہ ہوتا گیا۔حضرت آدم علیہ السلام کے دو بیٹوں کے واقعہ میں بھی عملِ تعلیم کی نشاندہی ہوتی ہے۔جس میں قاتل قتل کرنے بعد پریشان ہوتا ہے کہ مقتول کی نعش کے ساتھ کیامعاملہ کرے۔تو اسکی تعلیم کے لئے ایک کوّا آتا ہے جو اسے نعش چھپانے کا طریقہ تعلیم کرتا ہے۔ "فَبَعَثَ اللَّهُ غُرَابًا يَبْحَثُ فِي الْأَرْضِ لِيُرِيَهُ كَيْفَ يُوَارِي سَوْءَةَ أَخِيهِ "[2](پھر اللہ نے ایک کوا بھیجا جو زمیں کھودنے لگا تاکہ اسے دکھائے کہ وہ اپنے بھائی کی لاش کیسے چھپائے)

اسی طرح بعد میں جو انبیاء مبعوث ہوئے انہیں مِن جانب اللہ امور مختلفہ کی تعلیم دی گئی۔حضرت نوح علیہ السلام کو تعمیرِ کشتی کی، حضرت یوسف علیہ السلام کو تعبیرِ رؤیا کی، حضرت داود علیہ

السلام کو زرہ سازی کی،وغیرہ۔اس سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ انبیاء علیہم السلام کو روحانی علوم کے ساتھ بعض مفید دنیاوی فنون کی تعلیم بھی دی گئی۔

دینِ اسلام میں تعلیم و تعلّم کی اہمیت:

دیگر ادیانِ عالم کے مقابلہ میں اسلام کو یہ امتیاز حاصل ہے کہ اس نے علم وفن اور تعلیم و تعلّم کی اہمیت، فرضیت اور ضرورت پر سب سے زیادہ زور دیا۔ اس کا اندازہ اس بات سے بخوبی لگایا جا سکتا ہے کہ وحی مبارک کے سلسلہ کا آغاز نبی کریم ﷺ کو قراءت کا حکم کرنے والی آیات سے ہو۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:"اقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّکَ الَّذِیْ خَلَقَ،خَلَقَ الْإِنسَانَ مِنْ عَلَقٍ، اقْرَأْ وَرَبُّکَ الْأَكْرَمُ، الَّذِیْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ، عَلَّمَ الْإِنسَانَ مَا لَمْ يَعْلَمْ"[3] (پڑھو اپنے پروردگار کا نام لیکر جس نے سب کچھ پیدا کیا ۔اس نے انسان کو جمے ہوئے خون سے پیدا کیا۔۔پڑھو اور تمہارا رب سب سے زیادہ کرم والا ہے۔ جس نے قلم سے تعلیم دی۔ انسان کو اس بات کی تعلیم دی جس کو وہ نہیں جانتا تھا۔)

اسی طرح قرآن کریم میں متعدد مقامات پر علم اور اہلِ علم کے فضائل بیان ہوئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:"قُلْ هَلْ يَسْتَوِی الَّذِينَ يَعْلَمُونَ وَ الَّذِينَ لايَعْلَمُونَ"[4](کہو کہ :"کیا وہ جو جانتے ہیں، اور وہ جو نہیں جانتے سب برابر ہیں۔")

آپ ﷺ کو منصبِ نبوت سے نوازنے کے ساتھ ساتھ ایک معلّم اور استاد کا مرتبہ بھی دیا گیا۔ قرآنِ کریم میں آپ ﷺ کی دیگر ذمہ داریوں میں سے ایک ذمہ داری تعلیم دینا بھی متعین کی گئی۔ قرآنِ کریم میں اللہ تعالیٰ مومنین پر اپنے احسانات شمار کراتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں:"لَقَدْ مَنَّ اللّهُ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ إِذْ بَعَثَ فِيهِمْ رَسُولاً مِنْ أَنْفُسِهِمْ يَتْلُواعَلَيهِمْ آياتِه وَ يزَكِّيهِمْ وَ يعَلِّمُهُمُ الْكِتابَ وَ الْحِكْمَةَ"[5] (حقیقت یہ ہے کہ اللہ نے مؤمنوں پر بڑا احسان کیا کہ ان کے

درمیان انہی میں سے ایک رسول بھیجا جو ان کے امنے اللہ کی آیتوں کی تلاوت کرے، انہیں پاک وصاف بنائے اور انہیں کتاب اور حکمت کی تعلیم دے)

آپ ﷺ کی حدیثِ مبارک کا ایک حصہ درج ذیل ہے جس میں آپ ﷺ نے اپنے بارے میں بتایا کہ انہیں ﷺ کو معلم بنایا گیا ہے۔ ارشاد پاک ہے: "إِنَّمَا بُعِثْتُ مُعَلِّمًا"[6] (مجھے معلم بنا کر بھیجا گیا)

احادیث مبارکہ کا ایک بڑا حصہ علم کی فرضیت و اہمیت اور فضائل پر مشتمل ہے۔ ایک روایت میں ہر مرد وعورت پر حصولِ تعلیم کو فرض قرار دیا گیا۔ آپ ﷺ کا ارشاد پاک ہے: "طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِيضَةٌ عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ"[7] "یعنی علم حاصل کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے"۔ اس حدیث مبارک سے معلوم ہوا کہ اسلام اپنے پیروکاروں کو ہر امتیازات سے بالاتر رہتے ہوئے علم حاصل کرنے کا حکم دیتا ہے۔ رنگ ونسل، زبان و قوم، بوڑھا وجوان، مرد وعورت غرض کوئی قید اسے علم کے حصول سے نہیں روک سکتی۔

آپ ﷺ تعلیم و تعلّم کو کتنی اہمیت دیتے تھے اس کا اندازہ اسیر انِ بدر کے معاملہ سے لگایا جا سکتا ہے۔ آپ ﷺ نے مدینہ کے بچوں کو لکھنا پڑھنا سکھانے کی شرط پر اُن اسیر ان کی رہائی کا فیصلہ فرمادیا۔ اسلام نہ صرف حصولِ علم کا حکم دیتا ہے بلکہ رغبت و شوق پیدا کرنے کے واسطے تعلیم و تعلم میں لگنے والوں کے لئے فضائل کا اعلان بھی کرتا ہے: "مَنْ سَلَكَ طَرِيقًا يَلْتَمِسُ فِيهِ عِلْمًا، سَهَّلَ اللَّهُ لَهُ طَرِيقًا إِلَى الْجَنَّةِ"[8] جو شخص علم کی طلب میں نکلتا ہے اللہ اس کے لئے جنت کا راستہ آسان فرما دیتا ہے۔

مذکورہ آیات و احادیث اس کا مظہر ہیں کہ اسلام علم سے محبت کرنے والا دین ہے۔ اسلام اہلِ علم کی قدر کرتا ہے اور حصولِ علم میں لگنے والوں کی حمایت و نصرت کرتا ہے۔ جس دین کا پہلا آسمانی

وظیفہ ہی "اقرا" ہو اس کا تعلیم و تعلّم سے رشتہ کتنا مضبوط ہوگا یہ اندازہ لگانا مشکل نہیں۔ آئندہ صفحات میں اسلام کے تعلیمی تصور کی خصوصیات کا تذکرہ کیا جائیگا۔ یہ وہ خصوصیات ہیں جنہیں سب سے پہلے اسلام نے پیش کیا۔ آج جدید دنیا جن تعلیمی کاوشوں پر "جدید" کا لیبل لگاتے ہوئے نہیں شرماتی، ان کاواشوں کو "قدیم" کہنا زیادہ مناسب ہوگا۔ کیونکہ یہ تحقیقات در اصل اسلام کے مایاناز محققین کی کتابوں اور قدیم اسلامی مآخذ ہی سے اخذ کی گئیں جو بعد ازاں عالمِ انسانی کے افادہ کے واسطے استعمال کی گئیں۔

اسلام کا تعلیمی تصور:

اسلام ایک کامل اور مکمل دین ہے اور اس کی فراہم کردہ تعلیمات نقائص و عیوب سے پاک ہیں۔ اللہ ربّ العزت نے سورہ مائدۃ میں اس کی کاملیت کو بیان فرمایا ہے۔ ارشادِ ربّانی ہے: "اَلْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ"(آج کے دن ہم نے تمہارے لئے تمہارا دین مکمل کر دیا۔)[9]

احکم الحاکمین نے اسلام کو دینِ فطرت قرار دیا جو ہر شعبہ ہائے زندگی سے متعلق نہایت جامع و مانع احکامات و تعلیمات پر مشتمل ہے۔ زندگی کے دیگر شعبوں کی طرح اسلام نے تعلیمی شعبہ کے بارے میں بھی اپنا تصور پیش کیا۔ یہ تصور ایسے کمال درجہ کا تھا کہ انسانیت نے نہ تو اس سے پہلے اس کا مشاہدہ کیا تھا اور نہ ہی آئندہ مشاہدہ کر سکے گی۔ یہی وجہ ہے کہ اسلام کی ابتدائی صدیوں ہی میں مسلم اسکالرز، محققین، سائنسدانوں اور ماہرین کی ایسی کھیپ سامنے آئی جنہوں نے قرآن وحدیث سے لیکر فقہ وعقائد تک، منطق وفلسفہ سے لیکر تعلیمِ لغات تک اور ریاضیات ونفسیات سے لیکر جدید فنون تک ایسا علمی کارنامہ انجام دیا جس نے بعد کی تحقیقات کے لئے بنیاد کا کردار ادا کیا اور جو آج کی بہت سی جدید ایجادات میں سہولت کا سبب بنا۔ دنیا ان کی اس کاوش کو کبھی فراموش نہ کر پائے گی۔

بریڈلی جے کوک اپنی تحقیق میں اس حقیقت کا اعتراف کرتا ہے کہ جس دور میں یورپ جہالت کی تاریکی میں ڈوبا ہوا تھا اس وقت اسلام علوم وفنون میں نت نئی تحقیقات کر رہا تھا۔ اسلامی دنیا کے سنہرے دور کی تعریف کرتے ہوئے وہ لکھتا ہے:

"It was during this period (golden age of Islam) that the Islamic world made most of its contributions to the scientific and artistic world."[10]

1۔ بچپن سے تعلیم کا آغاز (Early Childhood Education):

اسلام نے علم کے حصول کے لئے عمر کے اعتبار سے کوئی حد بندی نہیں کی ہے۔ نہ تو آغازِ تعلیم کے لئے عمر کے کسی حصہ کو مخصوص کیا اور نہ ہی انتہاءِ تعلیم کے لئے۔ بلکہ اسلام نے انسان کی پیدائش ہی سے تعلیم و تلقین کا سلسلہ شروع کرنے کا اہتمام کیا۔ چنانچہ پیدائش کے فوراً بعد نومولود کے ایک کان میں اذان اور دوسرے میں اقامت اس کے لئے پہلی تعلیم ہے۔ اسلام نے والدین کو بچہ کی تعلیم وتربیت کا ذمہ دار بتایا ہے۔ ایک حدیث میں مروی ہے: **"مَا مِنْ مَوْلُودٍ إِلَّا يُولَدُ عَلَى الْفِطْرَةِ، فَأَبَوَاهُ يُهَوِّدَانِهِ وَيُنَصِّرَانِهِ وَيُمَجِّسَانِهِ"**[11] (ہر بچہ (دینِ) فطرت پر پیدا ہوتا ہے۔ پھر اس کے ماں باپ اسے یہودی اور نصرانی اور مجوسی بنادیتے ہیں)

اس حدیث کی رو سے معلوم ہوا کہ ہر بچہ فطرت پر پیدا ہوتا ہے۔ یعنی انسان فطرتاً سلیم الطبع ہے اور وہ حقیقتاً اچھی صلاحیت اور عمدہ استعداد کا حامل ہوتا ہے۔ اب والدین پر منحصر ہے کہ وہ اس کی تعلیم وتربیت کیسے کرتے ہیں۔ چنانچہ عمدہ تعلیم وتربیت کی صورت میں بچہ عمدہ بن جاتا ہے اور ناقص تعلیم وتربیت کی صورت میں بچہ عمدگی کھو دیتا ہے۔ معلوم ہوا کہ اسلام کے نزدیک مولود بھی متعلم کی حیثیت رکھتا ہے اور اس کی تعلیم وتربیت کا عمل بعد از ولادت شروع ہو جاتا ہے۔ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ ایک شخص کو اولاد کی تربیت کا حکم کرتے ہوئے فرماتے ہیں: **"أَدِّبِ ابْنَكَ فَإِنَّكَ مَسْئُولٌ**

عَنْ وَلَدِكَ، مَا عَلَّمْتَهُ؟ وَهُوَ مَسْئُولٌ عَنْ بِرِّكَ وَطَاعَتِهِ لَكَ"[12] (اپنے بچے کو ادب سکھاو کیونکہ تم اپنے بچے کی تعلیم کے مسؤول ہو اور وہ تمہارے ساتھ حسنِ سلوک اور تمہاری فرمانبرداری کا مسؤول ہے)

بریڈلی جے کوک کا کہنا ہے کہ اسلامی تاریخ کے ابتدائی ادوار کا مطالعہ اس امر کا عکاس ہے کہ اس دور میں بچوں کی صحیح اور عمدہ اصولوں پر پرورش کرنا والدین اور معاشرہ کی مقدّس ذمہ داری سمجھا جاتا تھا۔

"The focus during the early history of Islam on the education of youth reflected the belief that raising children with correct principles was a holy obligation for parents and society-" [13]

2۔درسگاہ میں باقاعدہ حاضر ہو کر تعلیم حاصل کرنا(Formal Education):

منظّم عقائد و نظریات، اعمال وعبادات اور معاملات و معاشرت کا نام اسلام ہے۔ دینِ اسلام کے آغاز اور پھر اسکی ترقی کے تدریجی مدارج میں غور کرنے سے معلوم ہوگا کہ وہ ایک منظّم و مربوط سلسلۂ ترقی (Continuous Development) کا نام ہے۔ قرآن و حدیث میں غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اسلامی احکامات میں بھی نظم وضبط کا خیال رکھا گیا۔ باجماعت نماز میں تمام مقتدیوں کا ایک امام کے پیچھے، برابر اور سیدھی صفوں میں، کندھے سے کندھا ملا کر اور تمام افعالِ صلاۃ کی اجتماعاً ادائیگی کرنا نظم وضبط کی اعلیٰ مثال ہے۔

اسی لئے اسلام نے اپنے ماننے والوں کو بھی تمام معاملاتِ دنیاویہ و اخرویہ کی انجام دہی میں نظم وضبط کا خاص خیال رکھنے کی تلقین کی ہے۔ اُن معاملات میں سے ایک اہم معاملہ تعلیم و تعلّم بھی ہے۔

چنانچہ دینِ اسلام اور تاریخ کا مطالعہ بتاتا ہے کہ تعلیم و تعلّم میں نظم و ضبط قائم کرنے کا اہتمام کیا گیا۔ عملِ تعلیم میں نظم وضبط کے قیام کی ایک صورت درسگاہ میں حاضر ہو کر تعلیم کا حاصل کرنا ہے۔ نبی کریم ﷺ، صحابہ رضی اللہ عنہم اور اسلاف و اخیار کے عملِ مبارک سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ ان کے ادوار میں تعلیمی سلسلہ درسگاہوں میں جاری رہتا تھا۔ علم کے طالبین با قاعدہ درسگاہوں میں بیٹھ کر تعلیم حاصل کرتے تھے۔ مسلمانوں کی پہلی با قاعدہ درسگاہ 'دار ارقم' جو حضرت ارقم رضی اللہ عنہ کا گھر تھا اور جسے آپ رضی اللہ عنہ نے تعلیمِ مسلمین کے لئے آپ ﷺ کی خدمت میں پیش فرمادیا تھا کہ بارے میں انکے بیٹے حضرت عثمان بن ارقم رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ یہ وہ گھر ہے جس میں آپ ﷺ لوگوں کو اسلام کی طرف بلاتے تھے اور لوگ اس میں اسلام سے متعلق سیکھتے تھے۔ حضرت عثمان بن ارقم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: "أَنَا ابْنُ سَبْعَةٍ فِي الإِسْلامِ أَسْلَمَ أَبِي سَابِعُ سَبْعَةٍ وَكَانَتْ دَارُهُ بِمَكَّةَ عَلَى الصَّفَا وَهِيَ الدَّارُ الَّتِي كَانَ النَّبِيُّ – صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَكُونُ فِيهَا فِي أَوَّلُ الإِسْلامِ. وَفِيهَا دَعَا النَّاسَ إِلَى الإِسْلامِ. وَأَسْلَمَ فِيهَا قَوْمٌ كَثِيرٌ."[14] رسول اللہ ﷺ کی ہجرت کے بعد مدینہ منورہ سے تقریباً 3 کلومیٹر کے فاصلہ پر واقع 'قُبا' کے علاقہ میں اسلام کی ایک اور عظیم درسگاہ قائم کی گئی۔ یہ بنیادی طور پر مسجد تھی جہاں تعلیم و تعلّم کا سلسلہ بھی جاری رہتا تھا۔ اس درسگاہ میں بھی صحابہ رضی اللہ عنہم حاضر ہو کر دین کا علم حاصل کرتے تھے۔ حضرت عبد الرحمٰن بن غنم رضی اللہ عنہ اس بارے میں فرماتے ہیں کہ انہیں دس سے زائد اصحابِ رسول ﷺ نے بتایا: كُنَّا نَتَدَارَسُ الْعِلْمَ فِي مَسْجِدِ قُبَاءٍ إِذْ خَرَجَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: «تَعَلَّمُوا مَا شِئْتُمْ أَنْ تَعْلَمُوا فَلَنْ يَأْجُرَكُمُ اللَّهُ حَتَّى تَعْمَلُوا»[15] (ہم مسجدِ قباء میں علم سیکھتے سکھاتے تھے کہ ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس آئے اور فرمایا: تم لوگ جو سیکھنا چاہتے ہو سیکھو لیکن یاد رکھو جب تک تم عمل نہ کروگے اللہ کے یہاں سے اجر نہ پاؤگے)

3۔رسمی تعلیم(Formal Education) کے آغاز کی بہترین عمر:

تعلیمی سلسلہ کا آغاز ماں کی گود سے ہی ہو جاتا ہے۔اسے ماہرین تعلیم و نفسیات غیر رسمی تعلیم (Informal Education) کہتے ہیں۔اسکول، مدرسہ یا کسی ادارہ میں باقاعدہ حاضر ہو کر جو تعلیم حاصل کی جاتی ہے وہ رسمی تعلیم(Formal Education) کا نام دیا جاتا ہے۔ماہرین کا ماننا ہے کہ اسکول یا ادارہ میں حاضر ہو کر تعلیم حاصل کرنے کی سب سے بہترین عمر 7 سال ہے۔اور اگر 5 سال کی عمر میں ہی رسمی تعلیم کا آغاز کر دیا جائے تو بھی کوئی حرج نہیں۔لیکن 5 سال سے کم عمر بچوں کو رسمی تعلیم دلوانے کی غرض سے اسکولوں اور مدرسوں میں داخل کروانا بچوں کی ترقی میں معاون نہیں بلکہ اس میں رکاوٹ بن جاتا ہے۔

حالیہ تحقیق سے ثابت ہوا ہے کہ درسگاہ میں تاخیر سے داخل کروانا تعلیمی عمل کے لئے نقصان دہ نہیں۔اسی طرح یہ بھی ثابت کیا گیا ہے کہ 7 سال کی عمر سے تعلیم کا باقاعدہ آغاز کروانا نہ صرف عملِ تعلّم میں مفید ہے بلکہ ذہنی ترقی اور نفسیاتی بہتری میں بھی معاون ہے۔ تھامس ڈی اور ہینس ہینزرک اپنی تحقیق میں اس بات کو ثابت کیا ہے کہ باقاعدہ تعلیم کا تاخیر سے آغاز کروانا بچوں کی Development میں مخل نہیں۔بلکہ ان کا یہ ماننا ہے کہ رسمی تعلیم کا تاخیر سے آغاز کرنا زیادہ بہتر نتائج دیتا ہے اور تاخیر سے رسمی تعلیم شروع کرنے والے بچے دوسرے بچوں سے اچھی کارکردگی کا مظاہرہ کرتے ہیں۔

"A number of early studies (e.g., Bedard and Dhuey,2006) did indeed show that children who start school later have, on average, higher performance on in-school tests."[16]

تھامس ڈی اور ہینس ہینزرک مزید یہ کہتے ہیں کہ ایک سال تاخیر سے یعنی 7 سال کی عمر میں اسکول شروع کروانا دماغی صحت میں بہتری اور اضافہ کا باعث بنتا ہے۔

"Our results indicate that a one-year increase in the school starting age leads to significant improved mental health. (i.e., reducing the "difficulties" scores at age 7 by 0.6 SD."[17]

اب بہت سے ممالک میں اس کا اہتمام دیکھنے میں آرہا ہے کہ وہ رسمی تعلیم(Formal Education)کا آغاز 7 سال کی عمر سے کرواتے ہیں۔ ان ممالک میں روس، بلغاریہ، برونڈی، جنوبی افریقا، کروشیا، فن لینڈ، گوٹے مالا، ہنگری، انڈونیشیا، قازقستان، تاجکستان، تنزانیہ، مالی، مالدووا، نمیبیا، نائگر، پولینڈ، روانڈا، سربیا، سویڈنازبیکستان، زامبیا، افغانستان وغیرہ شامل ہیں۔[18]

اگر آپ ﷺ اور خیر القرون کی درس گاہوں کو دیکھا جائے تو معلوم ہو گا کہ مجلس میں باقاعدہ حاظر ہونے والے بچے 5 اور 7 سال سے زیادہ عمر والے تھے۔ اسلام جو نظریہ اور لائحہِ عمل کئی صدیاں پہلے دے چکا آج 1400 سال بعد ماہرین اور سائنسدان اس نظریہ کا اعتراف اور پرچار کر رہے ہیں۔

آپ ﷺ کا 7 سال کی عمر میں بچوں کو نماز تلقین کرنے کا حکم فرمانا بھی اس امر پر دلالت کرتا ہے کہ تعلیم کا باقاعدہ آغاز 7 سال کی عمر سے ہونا چاہئے۔ آپ ﷺ کا ارشادِ پاک ہے:«مُرُوا أَوْلَادَكُمْ بِالصَّلَاةِ وَهُمْ أَبْنَاءُ سَبْعِ سِنِينَ، وَاضْرِبُوهُمْ عَلَيْهَا، وَهُمْ أَبْنَاءُ عَشْرٍ »[19] (جب تمہارے بچے سات سال کی عمر کو پہنچیں تو انہیں نماز کا حکم کرو اور جد دس برس کے ہو جائیں(اور نماز نہ پڑھیں)تو انہیں مارو)

آپ ﷺ کی علمی مجالس میں سات سال سے زائد عمر کے بچوں کی شرکت کے حوالہ سے چند اقتباسات ذیل میں درج کئے جاتے ہیں۔ قاضی مبارک پوریؒ لکھتے ہیں:

"مدینہ منورہ کے نوخیز نوجوان مجلسِ نبوی ﷺ میں شریک ہو کر علمِ دین حاصل کرتے تھے، اور بعد میں انہوں نے حدیث کی روایت کی ہے۔اس وقت ان کی عمریں آٹھ دس سال سے پندرہ سال تک تھیں۔"[20]

مصنف دوسری جگہ لکھتے ہیں:" سمرہ بن جندب کہتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں لڑکا تھااور آپ کے اقوال واحادیث یاد کرتا تھا۔"[21]

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ کے بارے میں آتا ہے کہ جب وہ دس سال کی عمر کو پہنچے تو مُحکَم یاد کر چکے تھے۔ مُحکَم سورۃ الحجرات سے آخرِ قرآن تک کی سورتیں کو کہتے ہیں۔انہیں مفصّل بھی کہاجاتاہے۔حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:"تُوُفِّيَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنَا ابْنُ عَشْرِ سِنِينَ، وَقَدْ قَرَأْتُ الْمُحْكَمَ"[22](آپ ﷺ کی وفات کے وقت میں محکم پڑھ چکا تھا اور میری عمر دس برس تھی)

3۔ سختی سے اجتناب (Patience):

تعلیم کا حصول ہر مرد وعورت کا حق ہے۔نا صرف یہ کہ اسلام تعلیم کی فراہمی پر زور دیتا ہے بلکہ اس کو فرض کا درجہ دیتاہے۔لیکن اسلام اس امر کو بھی واضح کرتا ہے کہ تعلیم کے عمل میں سختی سے اجتناب کیا جائے اور پیار و محبت کے ساتھ تعلیمی عمل انجام دیا جائے۔ قرآنِ کریم میں مذکور ہے:لَا إِكْرَاهَ فِي الدِّينِ[23] (دین میں سختی نہیں)اسی طرح ایک دوسری آیت میں سوال کرنے والے کو نہ جھڑکنے کا حکم دیا گیا ہے۔ارشادِ باری تعالیٰ ہے:وَأَمَّاالسَّائِلَ فَلَا تَنْهَرْ[24](اور سوال کرنے والے کو نہ جھڑکو)

خود نبی کریم ﷺ سے اس سلسلہ میں نرمی برتنے اور سختی سے اجتناب کرنے کے احکامات منقول ہیں۔اور یہ محض دوسروں کو حکم دینے تک محدود نہیں بلکہ آپ ﷺ کا عملِ مبارک اس پر شاہد

ہے۔روایات سے پتہ چلتا ہے کہآپ ﷺ کا رویہ انتہائی نرم تھا حتیٰ کہ بسا اوقات سائلین ایسا سوال کر جاتے جس پر صحابہ رضی اللہ عنہم کو بھی غصہ آجاتا تھالیکن ان مواقع پر بھی آپ ﷺ کبھی بھی غصہ کا اظہار نہ فرماتے تھے۔ایک مرتبہ ایک نوجوان آپ ﷺ کے پاس حاضر ہوا اور زنا کرنے کی اجازت مانگی۔اس کی بات سن کر حاضرین نے اس کو جھڑکا تو آپ ﷺ نے منع فرمایا اور اس کو اپنے پاس بلایا۔پھر اس سے پوچھا کہ کیا تم یہ پسند کروگے کہ کوئی تمہاری ماں کے ساتھ زنا کرے۔اس نے جواباً کہا کہ یارسول اللہ! ہرگز نہیں۔پھر آپ ﷺ اسی طرح اس کی بہن، خالہ، پھوپھی وغیرہ کے بارے میں پوچھتے رہے۔اس نے ہر بار شدت سے انکار کیا۔تو آپ ﷺ نے اس سمجھایا کہ اسی طرح ہر شخص اس بات کو ناپسند کرتا ہے کہ کوئی اس کی ماں، بہن، خالہ سے زنا کرے۔پھر آپ ﷺ نے اس کے سینہ پر ہاتھ مبارک رکھا اور دعا فرمائی:**اللّٰھم اغفر ذنبه و طھر قلبه وحصّن فرجه**۔نتیجہ یہ ہوا کہ اس نوجوان نے کسی کی طرف آنکھ اٹھا کر نہیں دیکھا۔[25]

حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ کی روایت ایک ایک حصہ ہے جس میں آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: **لِينُوا لِمَنْ تُعَلِّمُونَ** [26](اپنے طالب علموں پر نرمی کرو) صحیح مسلم کی طویل روایت کا ایک حصہ درج ذیل ہے جس میں آپ ﷺ نے اپنے آپ کو نرمی کرنے والا استاد و معلم فرمایا:**إِنَّ اللهَ لَمْ يَبْعَثْنِي مُعَنِّتًا، وَلَا مُتَعَنِّتًا، وَلَكِنْ بَعَثَنِي مُعَلِّمًا مُيَسِّرًا**[27]

آپ ﷺ نے صحابہ رضی اللہ عنہم کو تعلیم فرمائی کہ حصولِ علم کے لئے آنے والوں کے ساتھ اچھا سلوک کرنا، ان کا اکرام کرنا اور نرمی کا معاملہ کرنا۔امام خطیب بغدادیؒ نے آپ ﷺ کا یہ ارشاد نقل فرمایاہے:«**سَيَأْتِيكُمْ شَبَابٌ مِنْ أَقْطَارِ الْأَرْضِ يَطْلُبُونَ الْحَدِيثَ. فَإِذَا جَاءُوكُمْ فَاسْتَوْصُوا بِهِمْ خَيْرًا**»[28](عنقریب اطرافِ عالَم سے نوجوان تمہارے پاس آئیں گے۔پس جب وہ آجائیں تو ان کے ساتھ اچھا برتاؤ رکھنا)

ایک مرتبہ ایک صحابی رضی اللہ عنہ سے نماز میں خلافِ نماز کوئی حرکت ہوگئی جس پر نمازی بگڑ گئے۔ لیکن جب آپ ﷺ نماز سے فارغ ہوئے تو انہیں نہایت شفقت اور نرمی سے سمجھایا۔ صحابی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے آپ ﷺ سے عرض کیا: "میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں، میں نے آپ سے پہلے اور آپ کے بعد آپ سے بہتر معلم نہیں دیکھا، خدا کی قسم نہ مجھے جھڑکا، نہ مارا، نہ ہے سخت سست کہا بلکہ کہا کہ نماز میں انسانی کلام اچھا نہیں ہے۔ اس میں تو صرف تسبیح، تکبیر اور قرآن پڑھنا ہے۔"[29]

امام غزالیؒ نے اپنی کتاب احیاء علوم الدین میں معلمین و اساتذہ کی ذمہ داریوں میں سے ایک ذمہ داری یہ بتائی کہ طالب علموں کے ساتھ استاد کا رویہ انتہائی شفیقانہ ورحیمانہ ہو اور وہ شاگردوں کو اپنی اولاد کی مانند سمجھتا ہو۔ الوظيفة الأولى الشفقة على المتعلمين وأن يجريهم مجرى بنيه[30] (پہلی ذمہ داری یہ کہ استاد طلبہ کے ساتھ شفقت کرے اور انہیں اپنی اولاد کی طرح سمجھے)

البلاغ فاؤنڈیشن لاہور کے زیرِ اہتمام ایک رسالہ شائع کیا گیا۔ اس رسالہ میں اُن تعلیمی خصوصیات کو جمع کیا گیا جو اسلامی تعلیمات کا ممتاز حصہ ہیں۔ اس میں ایک خصوصیت یہ بیان کی گئی کہ اسلام اعلیٰ اقدار کو حاصل کرنے کی تعلیم دیتا ہے۔ اوران اقدار کے حصول کے لئے کسی بیرونی اور خارجی اثر کی جگہ اندرونی طلب پیدا کرنے کی دعوت دیتا ہے۔ خود آپ ﷺ نے اس بات کی کوشش کی کہ مسلمانوں کے باطن میں اسلامی تعلیمات کی طرف میلان پیدا کیا جائے تاکہ ہر فرد ڈر وخوف کے بجائے شوق ورغبت کے ساتھ اُن تعلیمات پر عمل پیرا ہو۔ اسی مضمون سے متعلق رسالہ کی ایک عبارت درجِ ذیل ہے:

"Islam endeavors to achieve such sublime values by internal motives. Force is not considered to start with in achieving Islamic goals."[31]

4۔ تاحیات جاری رہنے والا عمل (Life-long Process):

تعلیم محض چند مہینوں یا چند سالوں پر محیط عمل کا نام نہیں بلکہ یہ تاحیات جاری رہنے والا عمل ہے۔ماہرین اس بات پر متفق ہیں کہ تعلیم و تربیت کا عمل تمام زندگی چلتا رہتا ہے اور انسان کوئی نہ کوئی نئی بات سیکھتا رہتا ہے۔ تعلیم ایک نصیحت، ایک عمدہ عمل، ایک بہترین محنت، اور ایک خیر کی بات ہے۔ اور یہ امور تاحیات جاری رہتے ہیں۔ آپ ﷺ کو نصیحت کرنے کا حکم دیا گیا اور اسے عمر کی قید سے خالی رکھا گیا۔ قرآنِ کریم میں کی آیت ہے:فَذَكِّرْ إِنَّما أَنْتَ مُذَكِّرٌ[32] (پس نصیحت کیجئے آپ(ﷺ) نصیحت کرنے والے ہی تو ہیں)

تعلیم تادمِ حیات جاری رہنے والا عمل ہے۔ اس پر روشنی ڈالتے ہوئے البلاغ رسالہ فاؤنڈیشن میں مکتوب ہے:

Education is a process of grooming and reforming people through proper direction and guidance throughout their lives.[33]

5۔ عورتوں کی تعلیم(Women Education):

اسلام نے نا صرف مردوں کے لئے تعلیم کو لازم قرار دیا ہے بلکہ اس کا لزوم عورتوں پر بھی کیا ہے۔ماسبق میں حدیث بھی پیش کی گئی جس میں آپ ﷺ کی جانب سے حکم دیا گیا کہ تعلیم کا حصول ہر مسلمان پر فرض ہے۔ اس حدیث میں لفظ 'مسلم' عام ہے جس میں مرد و عورت دونوں شامل ہیں۔ قرآنِ کریم کی کسی بھی آیت اور آپ ﷺ کی کسی بھی حدیث میں عورتوں کو تعلیم کے حصول سے نہیں روکا گیا۔یہی وجہ ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو زوجہِ رسول ﷺ کے ساتھ ساتھ یہ شرف بھی حاصل ہے کہ بہت سے اجلّہ صحابہ رضی اللہ عنہم اُنکے شاگردوں میں سمار ہوتے ہیں۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ امّ سُلَیم آپ ﷺ کے پاس ایک مسئلہ دریافت کرنے حاضر ہوئیں۔ وہ مسئلہ اس نوعیت کا تھا جس کے متعلق عموماً خواتین سوال کرنے سے شرما

جاتی ہیں۔ چنانچہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ اے ام سلیم! تم نے عورتوں کو شرمندہ کر دیا۔ اس پر آپ ﷺ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو منع فرمایا۔ آپ ﷺ نے تمام عورتوں کے علمی فائدہ کے لئے اس مسئلہ کو سنا اور اس کا جواب مرحمت فرمایا۔"جَاءَتْ أُمُّ سُلَيْمٍ، – وَهِيَ جَدَّةُ إِسْحَاقَ –، إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ لَهُ، وَعَائِشَةُ عِنْدَهُ: يَا رَسُولَ اللهِ، الْمَرْأَةُ تَرَى مَا يَرَى الرَّجُلُ فِي الْمَنَامِ،فَتَرَى مِنْ نَفْسِهَا مَا يَرَى الرَّجُلُ مِنْ نَفْسِهِ، فَقَالَتْ عَائِشَةُ: يَا أُمَّ سُلَيْمٍ، فَضَحْتِ النِّسَاءَ، تَرِبَتْ يَمِينُكِ، فَقَالَ لِعَائِشَةَ: «بَلْ أَنْتِ، فَتَرِبَتْ يَمِينُكِ، نَعَمْ، فَلْتَغْتَسِلْ يَا أُمَّ سُلَيْمٍ، إِذَا رَأَتْ ذَاكَ"[34]

ایک دوسری حدیث مبارک سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ ﷺ نے انصار کی عورتوں کی حصولِ علم سے محبت، دینی معلومات سے رغبت اور سوال کنے سے نہ شرمانے کی تعریف فرمائی۔

تاریخ کا مطالعہ بتاتا ہے کہ علمی خدمات کی انجام دہی میں مردوں کے ساتھ عورتوں کے اسماء بھی کتبِ تاریخ میں نظر آتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ کے زمانے سے آج کے دور تک معتدبہ تعداد ان معلّمات اور محققات کی نظر آتی ہے جنہوں نے تفسیر، حدیث، فقہ، فلسفہ اور دیگر فنون میں اعلیٰ کارنامے انجام دیے ہیں۔ جناب زاہد الراشدی صاحب اپنے مضمون "حدیثِ نبوی ﷺ میں مسلم خواتین کی خدمات "میں لکھتے ہیں:"صحابہ کرامؓ کے دور میں ایک ہزار سے زائد صحابیات نے احادیث نبویؐ کی اشاعت میں حصہ لیا جن میں سب سے نمایاں ام المومنین حضرت عائشہؓ ہیں اور ان کی عملی جانشین معروف صحابی حضرت سعد بن زرارہؓ کی دختر حضرت عمرہ انصاریہؒ تھیں جن کے بارے میں معروف فقیہ حضرت قاسم بن محمد بن ابی بکرؓ نے امام زہریؒ سے کہا تھا کہ وہ اگر علم حاصل کرنا چاہتے ہیں تو عمرہ انصاریہؒ سے رجوع کریں۔"[35]

خالد الخلیجی اپنے تحقیقی مقالہ میں مسلم محقق خواتین کے بارے میں لکھتے ہیں:

However, many Muslim women of that epoch are remembered by the breadth of their instruction and were scholars and calligraphers.[36]

مندرجہ بالا عبارات اس امر کو واضح کرتی ہیں کہ اسلام کی علمی تاریخ میں خواتین ایک نمایاں مقام کی حامل ہیں۔ اور ظاہر ہے کہ اس مقام تک پہنچنے کے لئے پہلے خود انہیں تعلیم و تربیت کے زیور سے آراستہ ہونا پڑا۔ ایسا ممکن نہیں کہ حصولِ علم کے بغیر دوسروں کو تعلیم شروع کر دی ہو۔ معلوم ہوا کہ دینِ اسلام عورتوں کی تعلیم و تربیت کو بھی وہی اہمیت دیتا ہے جو اہمیت تعلیمِ رجال کو دی جاتی ہے۔ البتہ تعلیم کے نام پر بے راہ روی اور فحاشی سکھائی جائے تو اس کی اجازت نہ مردوں کو ہے اور نہ ہی عورتوں کو۔

6۔ حوصلہ اِفزائی بصورتِ انعام وسندات(Appreciation):

انسان کی فطرت ہے کہ وہ حوصلہ افزائی کا طالب ہے۔ وہ یہ چاہتا ہے کہ لوگ اس کی تعریف کریں، اس کے کام کی تعریف کریں اور اس کے متعلقات کی تعریف کریں۔ اور انسان کی فطرت یہ بھی کہ وہ تنقید سے خائف ہوتا ہے۔ وہ نہیں چاہتا کہ لوگ اس پر تنقید کریں، اس کے کام پر تنقید کریں اور اس کے متعلقات پر تنقید کریں۔ انعامات وسندات سے نوازنہ حوصلہ افزائی کی ایک صورت ہے۔

انسان کی فطرت ہے کہ وہ انعام کی خواہش رکھتا اور عتاب سے بخشش چاہتا ہے اور اسی بنیاد پر کسی کام کو اختیار اور کسی کو ترک کر دیتا ہے۔ انسان کی اسی فطرت کی وجہ سے اللہ رب العزت نے اپنی عبادت میں لگنے اور اللہ کو راضی رکنے کا حکم فرمانے کے ساتھ ساتھ اس حکم کی بجا آوری پر ملنے والے انعامات کی خوش خبری سنائی ہے اور نافرمانی کی صورت میں ملنے والی سزاؤں سے آگاہ فرمایا ہے: **إِنَّ الْأَبْرَارَ لَفِي نَعِيم وَ إِنَّ الْفُجّارَ لَفِي جَحِيم**[37] (بلاشبہ نیکوکار نعمت میں ہوں گے۔ اور بلاشبہ گناہ گار آگ میں ہوں گے)

ماہرینِ نفسیات بھی اس امر سے متفق ہیں کہ انسان حصولِ راحت اور دفعِ مضرت سے متاثر ہوتا ہے۔ساہر آندردے جو ایک ماہرِ نفسیات اور مشیر کے طور پر کام کرتی ہیں کا کہنا ہے:

"Human motivation is created through the pain-pleasure principle"[38]

چنانچہ تعلیم و تعلّم کے عمل کو مرغوب بنانے اور طلبہ کو محنت پر آمادہ کرنے کے لئے انعامات کا سلسلہ جاری کرنا اور انکی کارکردگی کو سندات سے مزین کرنا عین تقاضہ عقل ہے۔

آپ ﷺ بھی اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم کی حوصلہ افزائی فرماتے ہیں۔ قاضی اطہر مبارک پوریؒ اپنی کتاب میں لکھتے ہیں:ایک مرتبہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے سورۃ یوسف کی تلاوت فرمائی تو آپ ﷺ نے ان کو داد دی اور فرمایا:"احسَنتَ"[39] آپ نے اچھا کیا۔

نتائج بحث:

اس مقالے میں اسلام کے چند بنیادی تعلیمی تصورات اور ان کی نمایاں خصوصیات کا بیان ہوا۔ان مندرجات و معروضات کا حاصل یہ ہے کہ اسلام تعلیم و تعلم سے محبت کرنے والا دین ہے۔ قرآن و حدیث سے ، آپ ﷺ کے عملِ مبارک سے،صحابہ رضی اللہ عنہم اور اسلاف و اخیارِ اسلام کے قول و عملِ سے علم کی اہمیت،ضرورت اور فضیلت کا اظہارِ بے غبار ہوتا ہے۔اسلام کی شاندار تاریخ کے مطالعہ سے یہ حقیقت آشکارہ ہوتی ہے کہ اسلام کا پیش کردہ تعلیمی تصور انتہائی جامع ونافع ہے اور اگر اسے اس کی حقیقی روح کے مطابق نافذ کیا جائے تو ساراعالَم علم کے آفاقی نیل و ثمرات سے مستفید ہوگا۔ آج کی جدید دنیا اسلام کے پیش کردہ تعلیمی تصور تصور کو نا صرف مان رہی ہے بلکہ ان کو اپنا بھی رہی ہے۔بحث سابق سے ماحصل مستفادات درج ذیل ہیں:

1. ہر فرد کو تعلیم کے حصول کا حق حاصل ہے۔
2. تعلیمی عمل کا آغاز بچہ کی ولادت سے شروع ہو جاتا ہے۔

3. بچہ کی تعلیم و تربیت والدین، خاندان، ماحول اور استاد و معلمین کی ذمہ داری ہے۔
4. 7 سال کی عمر سے درسگاہ، مدرسہ، اسکول یا مسجد وغیرہ میں باقاعدہ حاضر ہو کر تعلیم حاصل کرنی چاہیئے۔
5. تعلیم تاحیات جاری رہنے والا عمل ہے۔
6. والدین، استاد اور ہر مربّی کو اپنے بچوں اور طلبہ کے ساتھ نرمی اختیار کرنی چاہیئے اور سختی سے اجتناب کرنا چاہیئے۔
7. تعلیم الرجال اور تعلیم النساء دونوں ضروری اور اہمیت کے حامل ہیں۔
8. تاریخِ اسلام میں ایسی کئی خواتین کا تذکرہ ملتا ہے جنہوں نے بڑے بڑے علمی کارنامے انجام دیے۔
9. طلبہ کی حوصلہ افزائی کرنی چاہیئے۔
10. انعامات، سندات، تحفہ تحائف اور تعریفی کلمات وغیرہ حوصلہ افزائی کی مختلف صورتیں ہیں۔ ان کے ذریعہ سے طلبہ میں محنت کا جذبہ ابھارا جاتا ہے۔

حوالہ جات وحواشی:

---

[1] البقرۃ:31

Al Baqarah: 31

[2] ۔المائدۃ:31

Al maida: 31

[3] العلق:1-5

Al Alaq: 1-5

[4] الزمر:9

Al Zumar: 9

[5] آلِ عمران:164

Al Imran:164

[6] أبو نعيم أحمد بن عبد الله، المسند المستخرج على صحيح الإمام مسلم (بيروت – لبنان: دار الكتب العلمية – الطبعة: الأولى، 1996م، 4:164، رقم:3491

Abu Nuaim Ahmed bin Abdullah, Al-Musnad al-Mustaharj on Sahih Imam Muslim (Beirut - Lebanon: Dar al-Kutub Al-Elamiya - Edition: Al-Awla, 1996, 4: 164, Number: 3491

[7] ابن ماجة أبو عبد الله محمد بن يزيد القزويني، سنن ابن ماجہ (دار إحياء الكتب العربية – فيصل عيسى البابي الحلبي) ج،1، ص:81، رقم: 224

Ibn Majah, Abu Abdullah Muhammad bin Yazid al-Qazwini, Sunan Ibn Majah (Dar ihiya al-Kutub al-Arabiya - Faisal Isa al-Babi al-Halabi), vol. 1, p. 81, number: 224

[8] أبو بكر بن أبي شيبة، لكتاب المصنف في الأحاديث والآثار (الرياض: مكتبة الرشد)، 1409ھ، ج:5، ص:284، رقم:26117

Abu Bakr bin Abi Shaybah, Likatab al-Musnaf fi al-Ahadith and Al-Athar (Riyadh: Maktabah al-Rashid), 1409 AH, Volume: 5, p.: 284, Number: 26117

[9] المائدہ:3

Al Maida: 03

[10]BRADLEY J. COOK ,Islam - History of Islamic Education, Aims and Objectives of Islamic Education http://education.stateuniversity.com/pages/2133/Islam.html

[11] مسلم بن الحجاج، صحيح مسلم (بيروت: دار إحياء التراث العربي)، 4:2047، رقم:2658

Muslim bin al-Hajjaj, Sahih Muslim (Beirut: Dar ihaya al-Turath al-Arabi), 4: 2047, Number: 2658s

[12] أبو بكر أحمد بن علي الخطيب البغدادي، الفقيه والمتفقه (السعودية: دار ابن الجوزي 1421ھ، ج:1، ص:176

Abu Bakr Ahmad bin Ali al-Khatib al-Baghdadi, al-Fiqih wa al-Mutafqa (Al-Saudia: Dar Ibn al-Jawzi 1421 AH, vol. 1, p. 176

---

[13] BRADLEY J. COOK ,Islam - History of Islamic Education, Aims and Objectives of Islamic Education http://education.stateuniversity.com/pages/2133/Islam.html

[14] أبو عبد الله محمد بن سعد المعروف بابن سعد، الطبقات الکبری (بیروت: دار الکتب العلمیة، 1410ھ)، ج:3، ص:183

Abu Abd Allah Muhammad bin Saad known as Babin Saad, Tabaqat al-Kubra (Beirut: Dar al-Kutub Al-Elamiya, 1410 AH), Vol. 3, p. 183.

[15] أبو عمر یوسف بن عبد الله القرطبي، جامع بیان العلم وفضله (السعودیة العربیة: دار ابن الجوزي، 1414ھ)، رقم:1228

Abu Umar Yusuf bin Abdullah al-Qurtubi, Jami Bayan al-Ilam wa Fazlah (Al-Saudi Arabia: Dar Ibn Al-Jawzi, 1414 AH), Number: 1228

[16] Thomas S. Dee& Hans Henrik Sievertsen,THE GIFT OF TIME ? SCHOOL STARTING AGE AND MENTAL HEALTH, Working Paper 21610 ،http://www.nber.org/papers/w21610،NATIONAL BUREAU OF ECONOMIC RESEARCH, 1050 Massachusetts Avenue, Cambridge, MA 02138 ,October 2015 , Page2-3

[17] Ibid, Page 4

[18] http://data.worldbank.org/indicator/SE.PRM.AGES

[19] أبو داود سلیمان بن الأشعث، سنن أبي داود (بیروت۔ صیدا: المکتبة العصریة)، 1:133، رقم:494

Abu Dawud Sulaiman ibn al-Ash'ath, Sunan Abi Dawud (Beirut. Saida: Al-Muktaba Al-Asriyah), 1: 133, Number: 494.

[20] قاضی مبارک اطہر پوری، خیر القرون کی درسگاہیں اور انکا نظامِ تعلیم وتربیت (لاہور: ادارہ اسلامیات–اشاعتِ اول2000ء)، صفحہ:51

Qazi Mubarak Athar Puri, Khair al-Quron ki Dras gahin aor un ki trabiyat (Lahore: Islamiat Institute - First Edition 2000), page: 51

[21] نفس مصدر، صفحہ:52

Ibid, P:52

[22] محمد بن إسماعیل البخاري، صحیح البخاري (دار طوق النجاة–الطبعة الأولی1422ھ)، 6:193، رقم:5035

Muhammad bin Ismail al-Bukhari, Sahih al-Bukhari (Dar Tawq al-Najat - al-Tabbah al-Ulwa 1422 AH), 6: 193, Number: 5035

[23] البقرة:256

Al Baqrah: 256

[24] الضحیٰ:9

Al Duha: 9

[25] أبو عبد الله أحمد بن محمد بن حنبل، مسند الإمام أحمد بن حنبل (مؤسسة الرسالة، 2001م)، 36:545، 22211

Abu Abd Allah Ahmad bin Muhammad bin Hanbal, Musnad al-Imam Ahmad bin Hanbal (Mussaah al-Risalah, 2001 AD), 36: 545, 22211

[26] الفقیہ والمتفقہ، 2:229

Al-Fiqih wa al-Mutafqa, 2: 229

[27] صحیح مسلم،2:1104،رقم:1478

Sahih Muslim, 2: 1104, Number: 1478

[28] أبو بكر أحمد الخطيب البغدادي، شرف أصحاب الحديث (أنقرة: دار إحياء السنة النبوية)، ج:1، ص:136

Abu Bakr Ahmad al-Khatib al-Baghdadi, Sharaf al-Ashaab al-Hadith (Ankara: Dar İhiya Sunnah al-Nabawiyah), vol.1, p.136

[29] خیر القرون کی درسگاہیں اور انکا نظامِ تعلیم وتربیت:66

Khair al-Quron ki Dras gahin aor un ki trabiyat: 66

[30] محمد بن محمد الغزالي الطوسی، إحیاء علوم الدین (دار المعرفة–بیروت)، صفحہ:56

Muhammad bin Muhammad al-Ghazali al-Tusi, Ihiya Uloom al-Din (Dar al-Marfa'a – Beirut), page: 56

[31] Features of Islamic education , Al-Balagh Foundation, 1st Edition, 1988, Page :6

[32] الغاشیة:21

Al Ghashiah: 21

[33] Features of Islamic education , Al-Balagh Foundation, 1st Edition, 1988, Page :8

[34] صحیح مسلم،1:250،رقم:310

Sahih Muslim, 250:1, Number: 310

[35] مولانا زاہد الراشدی، حدیثِ نبوی ﷺ میں مسلم خواتین کی خدمات، روزنامہ اوصاف، –اسلام آباد، تاریخ اشاعت: 9 اکتوبر 1998ء

Maulana Zahid al-Rashidi, Hadith e Nabawi me Muslim Khawatin ki Khidmat, Daily Usaf, - Islamabad, Date of Publication: October 9, 1998

[36] Khaled al-Khalediy, Education and Methods of Teaching in Islam in the Era of Az-Zarnooji, published 2010-11, p :5

[37] الانفطار:13–14

Al Infitar: 13-14

[38] Sahar Andrade, MB.BCh,Diversity, Inclusion, and Leadership Consultant- Certified Social Media Strategist https://saharconsulting.wordpress.com/2016/03/01/motivation-using-the-pain-pleasure-principle/

[39] خیر القرون کی درسگاہیں اور انکا نظامِ تعلیم وتربیت:74

Khair al-Quron ki Dras gahin aor un ki trabiyat: 74